سودی لین دین سے متعلق مسائل بھی علماء وفقہاء سے رہنمائی کا تقاضا کر رہے تھے۔ ایسے میں شاہ صاحب نے اپنے متعدد فتاویٰ میں دارالحرب میں مسلمانوں کے لیے سودی معاملات کو جائز قرار دیا تو ساتھ ہی مسلمانوں کو اس باب میں احتیاط کی بھی تلقین کی۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کسی طور پر بھی قرین حق وانصاف نہ ہوگا کہ شاہ عبدالعزیز مسلمانوں کی سیاسی محکومیت سے یکسر لاتعلق تھے اور غیر مسلم برطانوی اقتدار کی وفادارانہ واطاعت شعارانہ غلامی پر قانع ہی نہیں بلکہ اس کے استحکام کے لیے تعاون پر آمادہ ہو گئے تھے اور اب غیر مسلم اقتدار کے تحت ان کا مطمح نظر صرف اور صرف اسلامیان ہند کے "اقتصادی مفادات" کا تحفظ تھا، جو اس وقت سودی لین دین کو سند جواز فراہم کرنے سے ہی ممکن تھا۔(۷۱) شاہ صاحب کے دہلی میں بعض انگریز حکام سے روابط، خصوصاً انگریز حکام کی طرف سے ان کے لیے "مدد معاش" کے اجرا جیسے نیز ان کی ضبط شدہ جائداد کے واگزار کرانے جیسے فیاضانہ اقدامات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی قرین صواب نہ ہوگا کہ وہ برطانوی حکومت سے وفادارانہ وخیر خواہانہ تعلقات کی استواری نیز اس کی مطلق انقیاد واطاعت کے حامی وداعی تھے۔ متعدد قوی تاریخی شواہد اور قرائن ایسے ہیں کہ جو شاہ عبدالعزیز کے فتاویٰ دارالحرب کے بعض دوسرے مضمرات (ہجرت وجہاد) پر دلالت کرتے ہیں۔ ان شواہد وقرائن کی بنا پر شاہ عبدالعزیز کے فتاویٰ دارالحرب کے قانونی وسیاسی اور معاشی مضمرات سے متعلق جدید الخیال دانش وروں (مشیر الحق، سید اطہر عباس رضوی اور محمد خالد مسعود) کی تعبیر وتشریح قرین صواب معلوم نہیں ہوتی۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سید معین الحق، "مقدمہ"، مشمولہ سعادت یار خاں رنگین، اخبار رنگین (مرتبہ: سید معین الحق) (کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۲ء)، ص ۵۔ "فرمان از شاہ عالم مشتمل بر منظوری عطائے دیوانی بنگال، بہار، اڑیسہ بنام کمپنی" کے متن کے لیے دیکھیے: ص ۲۔ مزید دیکھئے: Edward Thornton, The History of the British Empire in India (London: W M. H. Allen and Co., 1841), vol. I, pp. 496-97; John Clark Marshman, The History of India: From the Earliest Period to the Present Time (New Delhi: Lal Publishers, 1982), pp. 161-162; Ishtiaq Hussain Qureshi, The Muslim Community of the Indo-Pakistan Subcontinent (Karachi: University of Karachi, 1999), p. 219-220; Syed Moinul Haq, The Great Revolution of 1857 (Karachi: Pakistan Historical Society, 1968), p. 3.

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمود خاں محمود بنگلوری، تاریخ سلطنت خداداد میسور (لاہور: عوامی کتاب گھر، س۔ن)؛ محمد الیاس ندوی، سیرت سلطان ٹیپو شہید (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۹۷ء)۔

۳۔ مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی، تاریخ ہندوستان: سلطنت اسلامیہ کا بیان (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ج ۱، ص ۳۲۳، ۳۲۴؛ بشیر الدین احمد، واقعات دارالحکومت دہلی (نئی دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۰ء)، ج ۱، ص ۶۸۷، ۶۸۸

۴۔ دیکھیے:

Qureshi, *The Muslim Community of the Indo-Pakistan Subcontinent*, pp.218-219; S. Moinul Haq, "Ahmad Shah, 'Alamgir II and Shah 'Alam", in *A History of the Freedom Movement* (Karachi: Pakistan Historical Society, 1957), vol.I, pp.136-137.

۵۔ سید محمد میاں، علمائے ہند کا شاندار ماضی (لاہور: مکتبہ محمودیہ، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء)، ج۲، ص۷۷۔۷۸

۶۔ بشیر الدین احمد، واقعات دارالحکومت دہلی، ج۱، ص۶۸۸

۷۔ سید محمد میاں، علمائے ہند کا شاندار ماضی، ج۲، ص۷۸

۸۔ دارالحرب میں تبدیلیٔ احکام کے بارے میں ملاحظہ ہو: امام علاء الدین ابوبکر مسعود الکاسانی الحنفی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (مترجم: خان محمد چاولہ) (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ۱۹۸۷ء)، ص۳۳۴۔۳۳۶

۹۔ مجموعۂ فتاویٰ عزیزی میں برطانوی اقتدار و تسلط کے تحت ہندوستان کی شرعی حیثیت (اس کے دارالحرب ہونے) کے بارے میں کئی ایک فتاویٰ ملتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: شاہ عبدالعزیز دہلوی، فتاویٰ عزیزی (دہلی: مطبع مجتبائی، ۱۳۴۱ھ)، ج۱، ص۱۶۔۱۷، ۱۰۵، ۱۸۵، وغیرہ

۱۰۔ ملاحظہ ہو: شاہ عبدالعزیز دہلوی، فتاویٰ عزیزی (فارسی)، ص۳۲۔۳۳؛ فتاویٰ عزیزی اردو مع جواب الطرز جدید (مترجم: مولوی عبدالواحد غازی پوری) (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۹۷۶ء)، ص۵۵۴۔۵۵۵

۱۱۔ فتاویٰ عزیزی (فارسی)، ج۱، ص۱۶۔۱۷

۱۲۔ فتاویٰ عزیزی کامل مع جواب الطرز جدید (اردو)، ص۴۴۱

۱۳۔ فتاویٰ عزیزی (فارسی)، ص۱۶۔۱۷؛ فتاویٰ عزیزی (اردو)، ص۴۴۱۔۴۴۲

۱۴۔ فتاویٰ عزیزی (اردو)، ص۵۵۱۔۵۵۴؛ فتاویٰ عزیزی (فارسی)، ص۱۰۹۔۱۱۰

۱۵۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے ملفوظات میں بھی کلکتہ سے لاہور تک کے علاقہ کو دارالحرب قرار دیا، البتہ یہ فرمایا ہے کہ رام پور اور لکھنؤ وغیرہ مقامات دارالحرب نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہو: شاہ عبدالعزیز، ملفوظات شاہ عبدالعزیز (مترجم: مولوی محمد علی لطفی و مفتی انتظام اللہ شہابی) (کراچی: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز، ۱۹۶۰ء)، ص۱۴۳۔ اپنے ملفوظات میں لکھنؤ کے دارالحرب نہ ہونے کی مزید صراحت کر دی، فرمایا: ''نواب وزیر کے عہد میں یہ ملک (لکھنؤ) ابھی دارالحرب نہیں ہوا البتہ دارالفتن ہے [نواب وزیر مذکور کی شخصیت کی بناء پر]۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ ان کی حکمرانی میں برکت اور رعایت نہیں تھی لیکن انگریزوں کے عہد میں اس سے بھی زیادہ بے برکتی ہے۔'' حوالہ مذکورہ، ص۱۱۱

۱۶۔ ملاحظہ ہو: مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ نذیریہ (لاہور: اہلحدیث اکادمی، ۱۹۷۱ء)، ج۲، ص۱۹۱۔۱۹۵؛ مولانا احمد رضا خان بریلوی، اعلام الاعلام بأن ہندوستان دارالاسلام (بریلی: مطبع اہل سنت و جماعت، ۱۳۰۶ھ)، ص۳۔۸؛ مولانا حبیب الرحمن اعظمی، دارالاسلام اور دارالحرب (مئو، یو۔ پی: مرکز تحقیقات و خدمات علمیہ، ۲۰۰۲ء)، ص۱۳۔۱۹۔ مولانا حبیب الرحمن اعظمی نے دارالاسلام و دارالحرب کی تعیین و تشخیص کے باب میں شاہ عبدالعزیز سے ''متقدم اور ان سے اقدم'' بہت سے فقہائے احناف کی تصریحات نقل کی ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ دارالاسلام پر سے مسلم اقتدار کے خاتمے اور وہاں غیر مسلم اسٹیٹ قائم ہونے کے بعد اگر احکام اسلام [کچھ نہ کچھ] اس اسٹیٹ میں جاری ہیں تو وہ بلاشبہ دارالاسلام ہیں (حوالہ مذکورہ، ص۱۳۔۱۴)۔ شاہ عبدالعزیز کی رائے کے بر خلاف ان فقہاء کی تصریحات کی رو سے ہندوستان کا دارالحرب ثابت ہونا ناممکن تھا اور ان کی رو سے وہ بلاشبہ دارالاسلام ہی تھا، کیونکہ جب تک غیر مسلموں کے زیر اقتدار ملک میں احکام اسلام میں سے ایک حکم بھی باقی رہے وہ دارالحرب نہیں بن سکتا (حوالہ مذکورہ، ص۲۷۔۲۸، ۳۰)

۱۷۔ فتاویٰ عزیزی (فارسی)، جلد۱، ص۳۲۔۳۵؛ فتاویٰ عزیزی (اردو)، ص۵۵۴۔۵۵۷